سوال

(122)شب برات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بریڈفورڈ سے قربان حسین دریافت کرتے ہیں کہ کیا پندرہویں شعبان کو شب برات کے طور پر منانا حدیث سے ثابت ہے اور اس رات کی فضیلت کے بارے میں صحیح مسئلہ کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

برصغیر پاک وہند میں اس رات کو شب برات کے علاوہ شب قدر بھی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ احادیث میں اس رات کے بارے میں شب برات یا شب قدر کے الفاظ کا کہیں ذکر نہیں۔ بعض روایات میں اس رات کا جو ذکر آیا ہے وہ نصف شعبان کی رات کے حوالے سے آیا ہے اور ویسے بھی شب قدر اور شب برات سے مراد لیلة القدر ہے جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

سورہ القدر میں فرمایا:

إِنّا أَنزَلنـٰهُ فى لَيلَةِ القَدرِ ١ ... سورة القدر

''ہم نے اس قرآن کو قدر والی رات میں نازل کیا۔''

سورہ دخان میں ہے کہ

إِنّا أَنزَلنـٰهُ فى لَيلَةٍ مُبـٰرَكَةٍ... ٣ ... سورة الدخان

''یعنی ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا۔''

یہ خیال درست نہیں ہے کہ سورہ دخان میں مراد شعبان کی ١٤۔١٥ کی درمیانی شب ہے کیونکہ معتبر تفاسیر میں اس سے مراد لیلة القدر ہی لی گئی ہے۔

جہاں تک اس رات کو منانے کا تعلق ہے تو ہمارے ہاں اس کے مختلف طریقے رائج ہیں :

ایک یہ کہ اس شام کو اچھے اور عمدہ کھانے (حلوہ وغیرہ) پکائے جاتے ہیں اور پھر خود ہی بیٹھ کر اسے مزے سے کھاتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ آتش بازی کی جاتی ہے اور گولہ بارود خوب استعمال کیا جاتا ہے۔ تیسرا طریقہ کچھ لوگوں کے ہاں یہ بھی مروج ہے کہ اس رات کے استقبال کے لئے گھروں کو صاف کیا جاتا ہے اور انہیں خوب سجایا جاتا ہے اور یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس دن مرے ہوئے لوگوں کی روحیں واپس آتی ہیں۔

چوتھا طریقہ بعض جگہوں پر یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رات لوگ خصوصی اہتمام کے ساتھ اور بعض اوقات اجتماعی شکل میں قبرستان کی زیارت اور دعا کے لئے جاتے ہیں۔

پانچواں طریقہ جو زیادہ معروف ہے وہ اس دن روزہ رکھنا اور رات کو عبادت وذکر کرنے کا طریقہ ہے۔

ان پانچوں طریقوں میں جہاں تک پہلے تین کا تعلق ہے اسن کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں بلکہ یہ بدعت اور خرافات کے زمرے میں آتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ نصف شعبان کی اس رات کو سرے سے اسلامی تہوار کہا ہی نہیں جاسکتا اور اسے عیدین یا حج وغیرہ کی شکل دینا ہی غلط ہے۔

اور پھر یہ حلوہ پکانے اور کھانے آتش بازی کرنے اور گھروں کو سجانے کی رسمیں تو یوں بھی کسی اسلامی تہوار کا حصہ نہیں۔ یہ وہ خود ساختہ رسومات ہیں جو یا تو بعض مذہبی پیشواؤں نے اپنے مخصوص مفادات کے لئے جاری کیں اور یا پھر مسلمانوں نے ہندوؤں سے مستعار لے لی ہیں اور آتش بازی کا کسی دن کے منانے کے ساتھ اسلام میں سرے سے تصور ہی موجود نہیں۔

مردوں کی روحوں کے آنے کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ مرنے کے بعد کسی روح کا واپس آنا نہ شعبان کی اس رات میں ممکن ہے نہ کسی دوسرے دن وہ واپس اس دنیا میں آسکتی ہیں۔

اس رات قبرستان کی خصوصی زیارت کا مسئلہ بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ یوں تو کسی بھی دن یا رات قبروں کی مسنون طریقے سے زیارت جائز ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی تلقین فرمائی ہے لیکن اس رات بطور خاص اور اجتماعی شکل میں اس رات کی فضیلت کی وجہ سے جانا ثابت نہیں اس بارے میں ایک روایت ترمذی شریف کی پیش کی جاتی ہے۔ مگر محدثین نے اس سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس لئے ضعیف حدیث سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

اب رہا مسئلہ پانچویں طریقے کا جس پر زیادہ لوگ عمل کرتے ہیں یعنی دن کو روزہ رکھنا اور رات کو ذکر وعبادت کرنا اور اس کے فضائل بیان کرنے کے لئے مخصوص مجلسیں منعقد کرانا۔

اس بارے میں درج ذیل روایات پیش کی جاتی ہیں :

۱۔ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ جو کوئی بخشش مانگے 'توبہ کرے' رزق میں فراخی مانگے' بیماری سے شفاعت طلب کرے 'تو میں اس کی یہ دعائیں قبول کروں گا۔ یہ اعلان طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

۲۔ دوسری حدیث یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ مشرکوں اور آپس میں بغض وعناد رکھنے والوں کے سوا سب کو معاف کر دیتا ہے۔

۳۔ ایک تیسری روایت بھی عوام میں مشہور ہے کہ اس دن کا روزہ رکھو اور رات کو قیام کرو۔

یہ تمام روایات جو اس رات کی فضیلت میں بیان کی جاتی ہیں وہ سند کے اعتبار سے قابل استدلال نہیں اور محدثین نے حدیث کی صحت کے لئے جو معیار مقرر کیا ہے اس پر پورا نہیں اترتیں۔ اس لئے ان روایات کو بنیاد بنا کر اس رات کو خصوصی اسلامی تہوار کی حیثیت دینا ہر گز قرین قیاس نہیں ہے۔ علماء کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی اس بارے میں صحیح

راہ نمائی کریں۔ ورنہ وہ بے چارے ان چیزوں کو شریعت کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سمجھ کر پابندی کرنا شروع کردیتے ہیں۔

اس بارے میں جو بات ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ شعبان کے مہینے میں دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ روزہ رکھتے تھے۔

جیسا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ دوسرے جس مہینے میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے وہ شعبان کا مہینہ تھا اور اس مہینے میں رمضان کی خود بھی تیاری کرتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی ترغیب دیتے۔

آج مسلمان دین سے ناواقفیت کی وجہ سے اس مہینے میں کثرت صوم کے عمل سے تو غافل ہیں لیکن فالتو رسموں کو خوب اہتمام سے کرتے ہیں۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یوں تو اس رات کو باقاعدہ اہتمام سے کسی خاص طریقے سے منانے کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں لیکن لوگوں کو آتش بازی اور حلوے مانڈے کے شغل سے نجات دلانے کے لئے انہیں عبادت کی ترغیب دی جائے تو اس کے مقابلے میں یہ بہتر ہے اور اگر کوئی شخص آتش بازی اور فضول رسمیں چھوڑ کر انفرادی طور پر اس رات ذکر وعبادت کرلیتا ہے تو اسے بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس رات کی صحیح حیثیت اچھے انداز سے اس کے سامنے واضح کردینی چاہیے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص289

محدث فتویٰ